ڈاکٹر یاسمین کوثر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو/ہیڈ اقبال چیئر،
یونیورسٹی آف سیالکوٹ، سیالکوٹ

Dr. Yasmeen Kauser
Assistant Professor,
Department of Urdu,
University of Sialkot,
Sialkot.

قائدِ اعظم اور اقبال کے فکری اور نظریاتی روابط

(خطوط کے تناظر میں)

Quaid-e-Azam and Iqbal's Intellectual and Ideological Connections

(In the Context of Letters)

Abstract: Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah and Allama Muhammad Iqbal were two of the brightest stars of Pakistan Movement whose untiring efforts changed the fate of Muslims of Sub-Continent. Iqbal presented the idea of a separate Country for the Muslims of Sub-Continent and Quaid Worked relentlessly to achieve this goal. Although their habits and personalities were antithetical, but they always remained good friends, however both had un-paralleled thoughts and sentiments towards wellbeing of Muslim Ummah and spent their life struggling for this esteemed cause. Although span of their relations was very short but resulted in a separate Country for the Muslims of India. In this regard Iqbal wrote letters to Jinnah from April 1936 to Nov 1937 and in April 1943 these thirteen letters were published with efforts of Quaid, titled "Letters of Iqbal to Jinnah" preface of this collection was written by Quaid himself. The Urdu translation of this collection was published by Abdur Rehman Saeed in September 1943 titled "Iqbal kay Khatoot Jinnah kay Naam", multiples editions of this book have been published so far. Ashiq Hussain Batalvi has published two more letters from Iqbal to Jinnah in his book titled "Iqbal kay Aakhri Do Saal". Letters written from Jinnah to Iqbal have not been found so far. These letters reflect how Jinnah, Iqbal and other companions pawed the way for a sovereign state for Muslims of India through their foresight and assiduous efforts.

Key Words: Jinnah, Iqbal, Urdu Poetry, Revolution, Pakistan Movement, Indian Muslims, Letters.

تاریخِ پاکستان کے درخشندہ ستاروں میں قائدِ اعظم محمد علی جناح اور علامہ محمد اقبال کے نام سرِفہرست ہیں۔ جن کی شبانہ روز کاوشوں سے برِصغیر کے مسلمانوں کو آزادی جیسی نعمت حاصل ہوئی۔ یہ وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں جنھوں نے برِصغیر کے مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے

نجات دلانے کے لیے ایک الگ وطن کا تصور پیش کیا، جسے قائدِ اعظم نے عملی شکل دی اور پاکستان ایک اسلامی ملک کی صورت میں دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔ اقبال تو خود کو قائدِ اعظم کا "معمولی سپاہی سمجھتے تھے۔"(۱) دونوں راہنما خود کو ایک دوسرے کا ہمدرد اور دوست مانتے تھے۔ اقبال کی وفات پر تعزیتی جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قائدِ اعظم نے اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کیا:

"میرے لیے تو وہ ایک ذاتی دوست، فلسفی اور رہنما تھے۔ اس طرح میرے لیے وجدانی اور روحانی تائید کا ایک بہت بڑا منبع تھے۔"(۲)

ملتِ اسلامیہ کے لیے دردمندی کے جذبات دونوں کے دلوں میں مشترک تھے۔ ان عظیم راہنماؤں نے اپنی ساری زندگی ہندوستان کے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے اور اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر دی۔ اس طرح ان دونوں عظیم شخصیات نے مل کر شبانہ روز کاوشوں سے ایسا انقلاب برپا کیا کہ جس نے ہندستان کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ علامہ کی انقلابی شاعری نے نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کو بیدار کیا بلکہ ملت اسلامیہ میں اک نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ قدرت نے اقبال اور قائد کو بے پناہ قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا جو مسلمانوں کے لیے رحمت بن کر آئیں۔ ان دونوں نے آخری دم تک مسلمانوں کی آزادی، ترقی اور کامیابی و کامرانی کے لیے دن رات ایک کر دیا۔ اللہ نے انھیں اس نیک کام میں کامیابی و کامرانی عطا کی۔ ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء یوم اقبال کے موقع پر جناح نے فرمایا:

"اقبال میرے قدیم دوست تھے۔ اپریل ۱۹۳۶ میں ہم میں سے بعض کو خیال آیا کہ مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی پارلیمان میں تبدیل کر دیا جائے۔ اس وقت مسلم لیگ کی حیثیت ایک علمی ادارے کی سی تھی۔ جب میں اس سلسلے میں پنجاب آیا تو اقبال پہلے شخص تھے جنھوں نے میرا ساتھ دیا۔ میں نے اپنے خیالات ان کے سامنے پیش کیے۔ انھوں نے فوراً لبیک کہا اور اس وقت سے تادمِ مرگ وہ ایک چٹان کی طرح میرے ساتھ کھڑے رہے۔"(۳)

دونوں قائدین میں بے پناہ قائدانہ صلاحیتیں تھیں۔ بقول اقبال:

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے(۴)

علامہ جب انگلستان اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مصروف تھے تو قائدِ اعظم سیاست میں عملی طور پر حصہ لے رہے تھے اور کانگریس کے سرگرم رکن بن چکے تھے۔ اس طرح جناح سیاست میں اقبال سے سینئر تھے۔ اقبال بھی ہندستان کے سیاسی حالات سے بخوبی واقف تھے۔ وہ مغرب سے مسلمانوں کو ہر لحاظ سے الگ اور منفرد سمجھتے تھے، جس کا اندازہ ان کے بیانات، تقاریر اور شاعری سے لگایا جا سکتا ہے۔ بقول اقبال:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری(۵)

قومیت کا مغربی تصور اتحاد عالم کا داعی نہیں ہے بلکہ رنگ و نسل اور ملک و نسب کے اختلافات سے انسانوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ اسی لیے اقبال نے قومیت کے وطنی تصور کی مخالفت کی اور اس کے خطرناک نتائج کو تفصیل سے بیان کیا۔ عصر حاضر کے سیاسی حالات پر اقبال کی بڑی عمیق نظر تھی۔ اقبال نے "خطاب بہ جوانان اسلام"، "شمع و شاعر"، "مسلم"، "حضورؐ رسالت مآب"، "جواب شکوہ"، "دعا" اور "فاطمہ بنت عبداللہ" جیسی معرکہ آرا نظمیں لکھیں۔ ایسی انقلابی شاعری سے اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں کی آزادی اور نئے آزاد اسلامی ملک کے قیام کے لیے راہ ہموار کرنا شروع کر دی۔ جناح کو مسلمانوں کا لیڈر سمجھتے ہوئے ان کے لیے راستے صاف کرنے لگے۔

دونوں قائدین عادات و خصائل میں ایک دوسرے سے اشتراک کے ساتھ ساتھ کئی پہلوؤں میں تضاد بھی رکھتے تھے۔ اقبال نے کئی معاملات میں جناح سے اختلاف بھی کیا مثلاً جناح سیاست کے میدان میں مسلم لیگ کو جو مسلمانوں کی سیاسی جماعت تھی، اس کے مقابلے میں کانگریس کو زیادہ سرگرم عمل دیکھتے تھے۔ اسی لیے وہ کانگریس میں رہتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد کو زیادہ اہمیت دینے لگے۔ جناح اس اتحاد کے لیے جس حد تک چلے گئے اقبال نے اس کی مخالفت کی اور اس اتحاد کو مسلمانوں کے مستقبل کے لیے سودمند نہ سمجھا۔ مسلم لیگ نے مخلوط طریق انتخاب کو قبول کر لیا تو مسلم لیگ کے ایک دھڑے نے علاحدہ ہو کر سر محمد شفیع کی سرکردگی میں الگ مسلم لیگ بنالی اور اقبال، محمد شفیع لیگ کے سیکرٹری بن گئے۔ اسی دوران سائمن کمیشن سے تعاون یا مقاطعے کے مسئلے نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور مسلم لیگ کے دونوں گروپوں میں ٹھن گئی۔ جناح اور اقبال کے درمیان بھی اختلافات میں تیزی آنے لگی۔(۶)

دہلی میں ۱۹۲۷ء میں مسلمان رہنماؤں کا اجلاس منعقد ہوا اور تجاویز دہلی منظور کی گئیں۔ جناح نے ان تجاویز کی حمایت کر دی، لیکن اقبال ان تجاویز کے حق میں نہ تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اقبال چاہتے تھے کہ مسلمان جداگانہ انتخاب کے حق سے کسی صورت بھی دستبردار نہ ہوں۔ اس کے بعد سائمن کمیشن کا قیام عمل میں آیا تو جناح نے کمیشن کی سخت مخالفت کرتے ہوئے اس کا بائیکاٹ کیا لیکن اقبال نے سر شفیع کے ساتھ مل کر کمیشن کے ساتھ تعاون کرنے کا فیصلہ کیا۔ جناح ۱۹۲۸ء میں نہرو رپورٹ کی اشاعت پر اسے چند ترامیم کے ساتھ قبول کرنے پر رضامند تھے، جب کہ اقبال نے نہرو رپورٹ کو مکمل طور پر رد کر دیا۔ ۲۱ جولائی ۱۹۲۹ء کو آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی مشہور قرارداد مرتب کرنے میں اقبال نے دن رات ایک کیا، جب کہ جناح اس وقت کوئی حتمی فیصلہ نہ کر پائے تھے۔(۷)

جناح اور اقبال عوام میں مقبول شخصیات تھیں۔ جنھوں نے برِصغیر کے مسلمانوں کی آزادی اور روشن مستقبل کے لیے اپنا تن من دھن قربان کر دیا۔ دو قومی نظریہ کی حمایت کرتے ہوئے اقبال نے ۱۹۳۰ء میں خطبہ الٰہ آباد پیش کیا، جس میں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ اسلامی ریاست کی تجویز پیش کی۔ ۱۹۲۹ء تک قائدِ اعظم اور اقبال مختلف سیاسی سرگرمیوں میں مصروف رہے۔ جناح نے چودہ نکات پیش کیے اور مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کر کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار کیا۔ دونوں نے مل کر برصغیر کے مسلمانوں کی رہبری کا کام سرانجام دیا۔ ۱۹۲۹ء تک تو اقبال اور جناح میں تضادات چل رہے تھے لیکن اسی سال جناح نے اپنے سیاسی مسلک پر نظر ثانی کرتے ہوئے آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے نقطہ نظر کو قبول کر لیا اور پھر اپنے مشہور و معروف چودہ نکات پیش کیے۔ اس طرح اللہ کی رحمت سے اقبال اور جناح کے سیاسی نظریات میں ہم آہنگی پیدا ہو گئی اور پھر دونوں قائدین نے مل کر ہندستان کی سیاسی جماعتوں کو متحد کرنے کی بھی کوشش کی لیکن خاطر خواہ کامیابی کا حصول نہ ہوا۔ ایسے حالات سے دل برداشتہ ہو کر جناح نے ہندستان چھوڑ کر انگلستان رہنے کا فیصلہ کر لیا۔(۸)

اقبال کو جناح کے سیاست سے نکلتے ہوئے دیکھ کر پریشانی ہوئی اور انھوں نے جناح کو وطن واپس لانے کی کوششیں تیز کر دیں۔ اقبال کی دور بین نگاہوں نے بھانپ لیا کہ جناح ہی وہ واحد ہستی ہیں جو برصغیر کے مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزادی دلا کر اقبال کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اگر اقبال، جناح کے حوصلے بلند نہ کرتے اور ان کی ڈھارس نہ بندھاتے تو برصغیر کے مسلمانوں کی آزادی کا خواب ادھورا رہ جاتا۔ جناح کو اقبال کی ذات پر کامل اعتماد تھا۔ وہ ان کی ملت اسلامیہ سے محبت اور اسلام کی نشاتِ ثانیہ کے لیے جذبات و کاوشوں کو بخوبی جانتے تھے۔ جناح نے اقبال کے خواب کو عملی تعبیر دی۔ اگر اقبال اس وقت جناح کی ڈھارس نہ بندھاتے تو شاید آج برصغیر کی تاریخ مختلف ہوتی۔ اقبال روایتی انداز سے سیاست میں شریک نہ تھے اور نہ ہی براہِ راست ہندوستان کی سیاست پر کوئی اثر انداز ہو سکتے تھے۔ مئی ۱۹۳۶ء میں اقبال اور جناح کے ملنے اور افکار و نظریات میں کامل ہم آہنگی کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند اور خاص طور پر پنجاب کی سیاست پر گہرے اور دور رس نتائج حاصل ہوئے۔ اقبال کی دور بین نگاہ قائد کے جذبہ حب الوطنی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ مسلمانوں کو متحد کر کے جناح کے ہاتھوں کو مضبوط کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کی قیادت میں مسلمان آزادی کی نعمت حاصل کر سکیں۔ ہندستان سے جناح کو انگلستان میں اور بھی کئی مسلمان رہنماؤں کے خطوط گئے تھے کہ وہ ہندستان واپس لوٹ آئیں لیکن جناح نے اقبال کی پکار پر لبیک کہا۔ اقبال نے جناح کو ۲۱ جون ۱۹۳۷ء کے ایک خط میں اپنے جذبات کو اس طرح پیش کیا:

> "آپ کی بے پناہ مصروفیت سے آگاہی رکھنے کے باوجود آپ کو اکثر لکھتے رہنے کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ اس وقت مسلمانوں کو اس طوفان بلا میں جو شمال مغربی ہندوستان اور شاید ملک کے گوشہ گوشہ سے اٹھنے والا ہے، صرف آپ ہی کی ذات گرامی سے رہنمائی کی توقع ہے۔" (۹)

لاہور میں ۲۰ مارچ ۱۹۴۳ء یوم اقبال کی تقریب پر جناح نے اپنے ایک پیغام میں اقبال کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

> "'حوصلہ دکھاؤ اور زندہ رہو' یہ ہے اقبال کا پیغام، رجائیت، محنت، یقین، خود اعتمادی اور جہاد وہ اصول ہیں جن پر اقبال اپنے فلسفے کی بنا استوار کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ انسانی روح کی پاکیزگی اور انسانی کردار کی رفعت کے ناگزیر عناصر ہیں۔ ان کے نزدیک زندگی میں رکاوٹیں اور پسپائیاں ہی زندگی کو بسر کرنے کے لائق بناتی ہیں۔ ایک درست مقصد اور بلند مقاصد کی خاطر جو قربانیاں دی جاتی ہیں اور جو نقصانات برداشت کیے جاتے ہیں وہی ایک قوم کو بام رفعت پر لے جاتے ہیں اور زندگی کو زیادہ پر شکوہ اور بسر کرنے کے قابل بناتے ہیں۔" (۱۰)

آج اقبال کے مخالفین بھی ان کی سیاسی بصیرت کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ اسے داد دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر اس طرح کے نازک سیاسی حالات میں اقبال، جناح کے حوصلے بلند کرنے میں مدد نہ کرتے تو آج شاید ہندستان کا نقشہ مختلف ہوتا یا پھر برصغیر کے مسلمانوں کی آزادی کی تحریک کو مزید جدوجہد اور قربانیوں کی ضرورت ہوتی۔

اقبال اور جناح کے مابین تعلقات بہت مختصر تھے لیکن ان تعلقات کے نتیجے میں برِصغیر کے مسلمانوں کی جدوجہدِ آزادی کی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ اس جدوجہد میں قائد اعظم اور اقبال کے درمیان خط و کتابت (۱۹۳۵ء۔۱۹۳۸ء) میں ہوئی۔ ان خطوط کو تاریخی حیثیت حاصل ہے، آزادی کے اس سفر میں دونوں کو کن کن مسائل سے دوچار ہونا پڑا جن سے یہ پتا چلتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے دست و بازو تھے۔ اس کے علاوہ ان

خطوط سے دونوں کے ذہنی و فکری روابط، خواہشات و آرزوئیں، مسلمانوں اور خاص طور پر ملتِ اسلامیہ سے سچی محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اقبال ۲۱ جون ۱۹۳۷ء کو جناح کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

"آپ کے اس خط کے لیے بہت بہت شکریہ، جو مجھے کل ہی موصول ہوا میں جانتا ہوں کہ آپ ایک بہت ہی مصروف انسان ہیں لیکن میں ساتھ ہی یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ آپ کو میری بار بار کی مراسلت ناگوارِ خاطر نہیں ہو گی کیونکہ ہندوستان میں آج آپ ہی وہ واحد مسلمان ہیں جس کی ذات سے مسلم جماعت اس طوفان بلا میں جو شمال مغربی ہندوستان اور شاید پورے ہندوستان میں آرہا ہے، محفوظ رہنمائی کی توقع کرنے کا حق رکھتی ہے۔"(۱۱)

اقبال نے خطوط کے ذریعے جناح کو سیاسی مسائل کے حل میں مدد کی، جس کا اعتراف جناح نے اپنے نام اقبال کے خطوط کی اشاعت کے وقت اس کے پیش لفظ میں کیا:

"میرے نزدیک یہ مکاتیب بے حد تاریخی اہمیت کے حامل ہیں، بالخصوص وہ مکاتیب جن میں مسلم ہند کے سیاسی مستقبل کے بارے میں ان کے خیالات کا واضح اور غیر مبہم اظہار ہے۔ ان کے خیالات پورے طور پر میرے خیالات سے مطابقت رکھتے ہیں اور بالآخر میں ہند کے دستوری مسائل کے مطالعہ اور تجزیہ کے بعد انھی نتائج پر پہنچا اور کچھ عرصہ بعد یہی خیالات ہند کے مسلمانوں کی اس متحدہ خواہش کی صورت میں جلوہ گر ہوئے جس کا اظہار آل انڈیا مسلم لیگ کی ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی منظور کردہ قرار داد لاہور ہے جو عام طور پر قرار دادِ پاکستان کے نام سے موسوم ہے۔"(۱۲)

برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد کے سلسلے میں اقبال نے جناح کے نام (مئی ۱۹۳۵ء۔ نومبر ۱۹۳۸ء) کے دوران خطوط تحریر کیے۔ ان خطوط کی خاص اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ نہایت اہم اور قیمتی معلومات سے بھرپور ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ جناح نے اقبال کے نام جو خطوط تحریر کیے وہ کہیں ضائع ہو گئے۔ جناح نے رسالہ "ہمایوں" کے سابق مدیر میاں بشیر احمد کے نام ایک خط میں "اقبال کے خطوط جناح کے نام" کو "تاریخی خطوط" قرار دیا ہے۔ بقول قائداعظم:

"مائی ڈیئر میاں بشیر احمد، کچھ پرانے کاغذات دیکھتے ہوئے مجھے سر محمد اقبال کے چند پرانے خطوط ملے جو انھوں نے مجھے اپنی وفات سے قبل مئی ۱۹۳۵ء اور ۱۹۳۸ء کے درمیان لکھے تھے۔ چونکہ یہ خطوط تاریخی اہمیت حاصل کر چکے ہیں، اس لیے میں ان کو محفوظ کر لینا چاہتا ہوں لیکن بدقسمتی سے ان خطوط کے جوابات جو میں نے تحریر کیے وہ دستیاب نہیں ہیں کیونکہ ان خطوط کی نقول میں نے اپنے پاس نہیں رکھیں۔ کیا آپ مہربانی فرما کر ان خطوط کے جوابات حاصل کرنے کی کوشش فرمائیں گے اور مجھے جلد از جلد ارسال کریں گے۔"(۱۳)

اپریل ۱۹۴۳ء میں یہ تیرہ انگریزی خطوط بعنوان "Letters of Iqbal to Jinah" جناح کی کاوشوں سے لاہور کے مشہور ناشر کتب شیخ محمد اشرف نے شائع کیے۔ اس مجموعے کا دیباچہ قائد نے خود تحریر کیا۔ ان خطوط کا اردو ترجمہ عبدالرحمان سعید نے بعنوان "اقبال کے خطوط جناح کے نام" ستمبر ۱۹۴۳ء میں شائع کیا۔ عوام میں یہ خطوط بہت پسند کیے گئے اور عوام میں ان خطوط کو بہت پذیرائی ملی۔ اس طرح ان خطوط کے کئی ایڈیشن

شائع ہو چکے ہیں۔ جہانگیر عالم نے بھی ان خطوط کو حواشی اور مقدمے کے ساتھ شائع کیا ہے۔ جس سے اس کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ عاشق حسین بٹالوی نے اقبال کے جناح کے نام دو اور خطوط اپنی کتاب "اقبال کے آخری دو سال" میں شائع کیے ہیں۔

یہ خطوط جس وقت لکھے گئے اس وقت مسلمانانِ برصغیر کے ایک نازک سیاسی دور سے گزر رہے تھے۔ تحریکِ پاکستان اور تاریخِ پاکستان کی جدوجہد آزادی کا سفر سمجھنے کے لیے ان خطوط کے مطالعے کی ضرورت ہے۔ یہ خطوط دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح جناح نے مسلسل جدوجہد، مصمم ارادہ اور دوراندیشی سے اقبال اور دیگر ساتھیوں کی مدد سے ایک آزاد اسلامی ملک کے لیے راہ ہموار کی۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا جس کی بدولت ایک بے بس اور غلام قوم ایک آزاد وطن کے حصول میں کامیاب ہو گئی۔ ملتِ اسلامیہ کے لیے دردمندی کے جذبات واحساسات دونوں کے دلوں میں مشترک تھے۔ انھوں نے اپنی ساری زندگیاں اسلام کی سربلندی کے لیے وقف کر دیں۔ جن کی شبانہ روز کاوشوں سے برِصغیر کے مسلمانوں کی تقدیر ہی بدل گئی۔ اقبال نے یہی پیغام نسلِ نو کو بھی دیا:

اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا افقِ خاور پر
بزم میں شعلہ نوائی سے اجالا کر دیں
کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ
نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دل گیری (۱۴)

اقبال کی وفات کے موقع پر گہرے رنج و غم کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

"میرے لیے تو وہ ایک ذاتی دوست، فلسفی اور رہنما تھے۔۔۔۔ وہ صاحبِ فراش تھے لیکن یہ وہی تھے جو پنجاب مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے پنجاب کے تاریک ترین ایام میں تن تنہا ایک چٹان کی طرح مسلم لیگ کے پرچم کے ساتھ ڈٹ گئے اور ساری دنیا کی مخالفت کو خاطر میں نہ لائے۔ مجھے سر محمد اقبال کے انتقال پر ملال کی خبر سن کر بے حد افسوس ہوا۔ وہ عالمی شہرت کے بہت نفیس شاعر تھے اور ان کا کلام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ملک اور مسلمانوں کے لیے ان کی خدمات کی تعداد اس قدر ہے کہ ان کے ریکارڈ کا تقابل کسی بھی عظیم ترین ہندی رہنما کی خدمات سے کیا جا سکتا ہے۔"(۱۵)

جناح نے اقبال کی شخصیت کو بہت قریب سے دیکھا۔ وہ ان کی شخصی خوبیوں سے بہت متاثر تھے۔ جس کا اظہار انھوں نے اقبال کی وفات کے بعد کئی مواقع پر کیا۔ ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء یومِ اقبال کی تقریب میں جناح فرماتے ہیں:

"اگر میں اس وقت تک زندہ رہا کہ ہند میں مسلم ریاست کا حصول دیکھ سکوں اور اس وقت مجھے کلامِ اقبال اور مسلم ریاست کی فرماں روائی پیش کی گئی کہ دونوں میں سے ایک چن لوں تو میں بلاتامل اول الذکر کا انتخاب کروں گا۔"(۱۶)

اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند (۱۷)

اقبال نے اپنے کلام سے قوم کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ انھیں ایک آزاد قوم کا شعور دیا۔ برصغیر میں احیائے اسلام کی عظیم ترین تحریک کے محرک اقبال اور جناح جیسے لوگ تھے، جنھوں نے غلامی کی تاریکیوں میں ہمیشہ امید اور رجائیت کا پیغام دیا۔ جناح نے ان خطوط کا دیباچہ تحریر کرتے ہوئے بھی اقبال کو خراج عقیدت پیش کیا۔ جناح لکھتے ہیں:

"Ever great movement has a philosopher and Iqbal was the philosopher of the national renaissance of Muslim India. He is his works has left an exhaustive and most valuable legacy behind him and a message not only for the Muslims but for all other nations of the world. Iqbal was a poet who inspired the Muslims with the spirit and determination to restore to Islam its former glory and although he is no more with us, his memory will grow younger and younger with the progress and development of Muslim India."(۱۸)

دونوں قائدین نے مسلمانوں کو اپنے قول و فعل سے باور کروادیا کہ اگر خلوص نیت سے خدمت خلق کا جذبہ دل میں ہو تو پھر کوئی رکاوٹ رستہ نہیں روک سکتی۔ اگر آج بھی ہم ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں تو کوئی ایسی وجہ نہیں کہ یہ ملک دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بقول جناح:

"قدرت نے آپ کو ہر شے سے نوازا ہے۔ آپ کے وسائل لا محدود ہیں۔ آپ کی مملکت کی بنیادیں رکھ دی گئی ہیں۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ اس کی تعمیر کریں اور جتنی جلد ممکن ہو تیزی اور خوبی کے ساتھ تعمیر کریں۔ پس آگے بڑھیے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان زندہ باد!"(۱۹)

یہ حقیقت ہے کہ اقبال اور جناح جیسی عظیم ہستیوں نے مل کر تحریک پاکستان کو کامیاب بنایا۔ دونوں کی زندگیوں کا مقصد اسلام کا پرچم بلند کرنا اور مسلمانوں کو الحادی قوتوں سے آزادی دلانا تھا۔ جب کوئی بھی بڑا کام خلوص نیت سے مل کر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت عطا فرماتے ہیں اور اس میں کامیابی ضرور ملتی ہے۔ ان دونوں نے بھائیوں کی طرح مل کر مسلمانوں کی آزادی کا بیڑا اٹھایا۔ اقبال کی زندگی نے زیادہ دیر وفانہ کی۔ اقبال کی وفات کے بعد جناح نے ان کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا۔ جناح نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اللہ پر توکل کرتے ہوئے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندستان کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن بنانے کا مشن مکمل کیا۔ بے شک ایسی ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں، جو انقلاب پیدا کر کے زندہ جاوید ہو جاتی ہیں۔ تاریخ پاکستان میں ایسے عظیم لوگوں کے کارناموں کو سنہری الفاظ میں لکھا جائے گا۔ بقول اقبال:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا (۲۰)

حوالہ جات

۱۔ایم۔ایس۔ناز،ڈاکٹر۔اقبال اور تحریک آزادی۔لاہور: مقبول اکیڈمی،۱۹۹۹ء۔ص ۱۷۴

۲۔اقبال احمد صدیقی (مترجم) قائد اعظم: تقاریر و بیانات از قائد اعظم (جلد دوم) لاہور: بزم اقبال، نومبر ۱۹۹۷ء۔ص ۲۲۹

۳۔ایضاً۔ص ۳۷۶

۴۔محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ۔کلیات اقبال اردو۔لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۴ء۔ص ۳۸۰

۵۔ایضاً۔ص ۲۷۷

۶۔جعفر بلوچ (مرتب) اقبال شناسی اور سیارہ۔لاہور: بزم اقبال، اپریل ۱۹۸۹ء۔ص ۲۴۰

۷۔ایم۔ایس۔ناز،ڈاکٹر۔حیات اقبال۔لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز ۱۹۷۷ء۔ص ۱۴۱

۸۔احمد سعید۔اقبال اور قائد اعظم۔لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۰۸ء۔ص ۳۲،۳۱

۹۔عطاءاللہ، شیخ، (مرتب) اقبال نامہ، یک جلدی۔لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۱۲ء۔ص ۳۶۲،۳۶۱

۱۰۔اقبال احمد صدیقی (مترجم) قائد اعظم: تقاریر و بیانات از قائد اعظم (جلد سوم) لاہور: بزم اقبال، اپریل ۱۹۹۸ء۔ص ۱۴۲،۱۴۱

۱۱۔ایم۔ایس ناز۔حیاتِ اقبال۔ص ۱۴۳

۱۲۔غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر (مرتب) اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا۔لاہور: بزم اقبال، اکتوبر ۱۹۹۸ء۔ص ۲۲۴

۱۳۔احمد سعید۔اقبال اور قائد اعظم۔ص ۸۴

۱۴۔محمد اقبال، ڈاکٹر۔علامہ، کلیات اقبال اردو۔ص ۱۴۷،۴۶۰،۱۵۸

۱۵۔اقبال احمد صدیقی (مترجم) قائد اعظم: تقاریر و بیانات از قائد اعظم (جلد دوم)۔ص ۲۲۹

۱۶۔ایضاً۔ص ۳۷۵

۱۷۔محمد اقبال، ڈاکٹر علام۔کلیات اقبال اردو۔ص ۲۹۹

۱۸۔احمد سعید، پروفیسر (مرتب) Writing of the Quaid e Azam.لاہور: ۱۹۷۱ء۔ص ۳۱۱

۱۹۔غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر (مترجم و مرتب) پاکستان تصور سے حقیقت تک۔لاہور: بزم اقبال اگست ۱۹۹۷ء۔ص ۳۷۳

۲۰۔محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ۔کلیات اقبال اردو۔ص ۲۹۹